قیمت پیشگی سالانہ

۱- عوام سے ۔۔۔ صہ
۲- خواص و معاونین سے ۔۔۔ عہ
۳- ہندوستان سے باہر ۔۔۔ سے
۴- غیر مذاہب والوں سے ۔۔۔ ۱۲/ سے
۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۔۔۔ عا ۱۲/

نوٹ

عہ ۸/ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے

نمبر ۱۸ قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۸ء مطابق ۶ صفر ۱۳۲۶ء جلد ۱۲

خطبہ جمعہ

۶ مارچ ۱۹۰۸ء از حضرت حکیم الامت رضی اللہ عنہ

الحمد للہ - نحمدہ و نستعینہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔

یہ اذان جو اس وقت تم نے سنی ہے یہی جناب الٰہی کی طرف سے ایک فرشتہ کے ذریعہ اسلام کو سکھائی گئی ہے اور یہ ایسے پاک کلمات ہیں- کہ سارے اسلام کا نچوڑ ہیں- جس طرح سے عبادت الٰہی نماز- روزہ- اور حج وغیرہ کے طریق ہمیں بڑی حفاظت اور تواتر سے پہنچائے گئے ہیں- ان سے کہیں بڑھ چڑھ کر تواتر سے ہمیں اذان کے الفاظ پہونچے ہیں- بڑے بڑے بلند مقامات پر مناروں پر چڑھ کر بلند آواز سے پورے زور اور طاقت سے پانچ وقت ان الفاظ سے اسلام کی منادی ہوتی چلی آئی ہے- جہاں تک میری سمجھ- علم اور طاقت پہنچ سکتی ہے- میں جانتا ہوں- کہ اس اذان میں بڑے اسرار ہیں- ایک انگریز جس کے ذریعہ سے میں نے عیسائیت کے متعلق اسقدر معلومات پیدا کی کیونکہ وہ عیسائیت کی بہت سی کتابیں مجھے بھیجا کرتا تھا- اس نے ایک دفعہ مجھے کہا کہ بڑی ترقی کا زمانہ ہے- امریکہ اور یورپ بہت ترقی کے معراج پر پہونچ گئے ہیں- میں نے اس سے کہا کہ یورپ اور امریکہ بے چارہ کیا دینی ترقی کریگا- اور کیا ترقی اس نے کی ہے- ۱۹۰۰ برس گذر گئے- ہر اتوار کے دن گھنٹوں اور گھڑیالوں کی شور و پکار ہوتی ہے- نہیں معلوم کیوں اور کس غرض کے لئے یہ بجائے جاتے ہیں کسی کو بلانے کے واسطے بجائے جاتے ہیں- یا کہ شوقیہ- اگر بلانے کو بجائے جاتے ہیں- تو کس مطلب کس غرض و غایت کے واسطے بلایا جاتا ہے- اس بلانے میں کوئی حقیقت نہیں- اس میں دنیا کو کوئی وعظ نہیں- تبلیغ نہیں-

برخلاف اس کے اسلام کی منادی کو دیکھو کس طرح جرأت اور دلیری سے اپنے پاک اصولوں کی پنج وقتہ تبلیغ کرتے ہیں- کس بلند آوازی سے اور کیسی بلند مقامات پر سے اور کیسی حقیقت ان الفاظ میں بھری ہے- اول اپنے مذہب کے اصل الاصول بیان کئے جاتے ہیں- پھر بلانے کی غرض و غایت اور پھر آنا بے فائدہ نہیں کسی کھیل تماشے کے واسطے نہیں کوئی لہو و لعب کوئی خدا سے غافل کرنے والا یا بے حقیقت بچوں کا کھیل نہیں بلکہ اس کا نتیجہ فلاح ہے- بھلا اس طرز دعوت کو اور اپنے طرز دعوت کا مقابلہ تو کر کے دیکھو پھر کہنا کہ ترقی کس نے کی ہے-

اسلامی اذان میں سارا اسلام کوٹ کوٹ کر بھرا ہے- غور کرنے والا غور کرے اور سوچنے والا دل گہری سوچ کے بعد بتائے کہ بھلا اپنے مذہب کی تبلیغ اور خدا کے جلال اور اس کی عظمت اور جبروت کے اظہار کی اس سے بہتر بھی کوئی تجویز ہو سکتی ہے- ہرگز نہیں- یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلی جوش- ان کے سچے ارادوں اور ولولوں کا ایک سچا فوٹو ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے الفاظ اذان میں بیان کیا- اور ان الفاظ کی تہ میں گویا صحابہ کرام کے سارے اغراض و مقاصد کا سچا نقشہ جناب الٰہی سے فرشتہ کی معرفت بھیج کر بتایا گیا ہے-

یہ قاعدہ کی بات ہے اور انسانی فطرت میں یہ امر مرکوز ہے- کہ انسان اپنے سے بڑے کی بات کو مان لیتا ہے- آج کل کا کوئی نادان لڑکا اپنی بے ہودگی کی وجہ سے اپنے بڑے بزرگوں کی نہ مانے تو یہ اس کی بیہودگی ہے- انسانی صحیح فطرت میں روز ازل سے یہی رکھا گیا ہے بڑے علم والوں- تاجروں- حاکموں- فلاسفروں- تجربہ کاروں سے پوچھکر دیکھ لو کہ سب اپنے سے بڑوں کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہیں- اور یہی سلیم فطرت کا تقاضا ہے- اگر کسی کی فطرت مسخ ہو گئی ہے تو اس کا ہم ذکر نہیں کرتے چنانچہ اذان میں پہلی اول اللہ کے نام سے ابتدا کی ہے سارے ... کو ... متصف- سارے صفات کاملہ کہنے

والا اور سارے نقائص اور عیوب سے مبرا و منزہ ذات اس کا نام اللہ ہے۔ اور اس سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے اور پھر وہ اکبر ہے۔ جامع جمیع صفات کاملہ اور ہر قسم نقائص سے منزہ ہونے کے ساتھ وہ اکبر بھی ہے یعنی بہت بڑا۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ اب اپنے کاروبار یاروں دوستوں غرض ہر ایک کو چھوڑ کر اللہ کی طرف آ جاؤ۔ اور چونکہ وہ سب سے ہر رنگ میں بڑا ہے اب اس کا حکم آنے پر دوسروں کے احکام کی پرواہ مت کرو۔ ایک طرف خدا کا بلاوا آ جاوے دوسری طرف کوئی یار دوست آشنا بلاویں۔ یا کوئی دنیا کا کام بلاوے تو اللہ کے مقابلہ میں ان کو ترک کر دو کیونکہ اللہ اکبر سب سے بڑا ہے اور سب سے بڑے کی بات کو مان لینا تمہاری فطرت میں رکھا گیا +

حتی کہ ماں باپ جن کی اطاعت اور فرمانبرداری کی خدا نے سخت تاکید فرمائی ہے۔ خدا کے مقابلہ میں اگر وہ کچھ کہیں تو ہرگز نہ مانو۔ فرمانبرداری کا پتہ مقابلے کے وقت لگتا ہے۔ کہ آیا فرمانبردار اللہ کا ہے یا کہ مخلوق کا۔ ماں باپ کی فرمانبرداری کا خدا نے اعلیٰ مقام رکھا ہے اور بڑے بڑے تاکیدی الفاظ میں یہ حکم دیا ہے۔ ان کے کفر و اسلام اور فسق و فجور یا دشمن اسلام وغیرہ ہونے کی کوئی قید نہیں لگائی اور ہر حالت میں ان کی فرمانبرداری کا تاکیدی حکم دیا ہے مگر پھر مقابلہ کے وقت ان کے متعلق ہی فرما دیا کہ ان جاھداک علیٰ ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما اگر خدا کے مقابلہ میں آ جاویں۔ تو خدا کو مقدم کرو۔ ان کی ہرگز نہ مانو۔

اولی الامر۔ حاکم وقت کی فرمانبرداری کا بھی بہت تاکیدی حکم ہے۔ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول۔ کہہ کر بتا دیا۔ کہ اللہ اور اسکے رسول کے پیش کرو۔ پھر جیسا کہ حکم ہو کرو۔

غرض نفس ہو یا دوست ہوں۔ رسم ہو یا رواج ہو۔ قوم ہو یا ملک ہو۔ ماں باپ ہوں۔ یا حاکم ہوں جب وہ خدا کے مقابلہ میں آ جاویں یعنی خدا ایک طرف بلاتا ہو اور یہ سب ایک طرف تو خدا کو مقدم رکھو۔

یہاں اس وقت ہمیں ایک اعتراض یاد آیا ہے ایک ہمارے دوست نے ہم سے یہ اعتراض بیان کیا کہ چار شہادتوں کا مہیا ہونا صرف زنا کے بارہ میں ہی آیا ہے ورنہ اور کسی امر میں چار گواہیاں نہیں۔ اس وقت آذان کے الفاظ سے ہی یہ بھی حل ہو گیا کہ اذان میں بھی اللہ اکبر کے بعد کلمات شہادت کے متعلق بھی چار بار بیان کرنے کی روایات ہیں۔ غرض موذن بھی ہمیشہ چار ہی شہادت دیتا ہے اور یہ حد کمال شہادت ہے +

اللہ اکبر کی شہادت اپنی کامل حد تک ادا کر چکنے کے بعد موذن لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتا ہے یعنی کوئی بھی بجز اللہ تعالےٰ قابل عبادت اور واجب الاطاعت وجود نہیں ہے۔ پس خدا کے مقابلہ میں کسی دوسرے کی فرمانبرداری کرنا سجدہ کرنا۔ رکوع کرنا۔ دعا کرنا۔ کسی پر بھروسا رکھنا اللہ کے سوا بالکل جائز نہیں ہے۔

بعض لوگ جو کم فرصتی کی شکایت کر کے آذان کی چنداں پرواہ نہیں کرتے وہ بھی اسی ذیل میں ہیں۔ جو ایمان کی حقیقت اور آذان کے سچے معنوں سے ناواقف ہیں۔ پھر چونکہ اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری اور اطاعت کے واسطے اس کے احکام اوامر و نواہی کا ہونا بھی ضروری ہے۔ پس جس انسان کے ذریعہ سے وہ احکام اوامر و نواہی ہمیں پہنچے ہیں۔ وہ ہمارے سید و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں چونکہ لا الہ الا اللہ کی حقیقت محمد رسول اللہ کے ساتھ ہی وابستہ ہے اور بغیر رسول صلعم کے بتانے کے ہمیں اللہ کے اوامر و نواہی کی اطلاع نہیں ہو سکتی۔ اور چونکہ آنحضرت صلعم اللہ تعالےٰ کے صفات کا مظہر اتم ہیں۔ اور آپ ہی کے ذریعہ سے ہمیں اللہ تعالےٰ کی ذات کا یقین ہوا ہے اور آپ کا وجود خدا نما وجود ہے۔ اس واسطے اشہد ان لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ لازم ملزوم کر دیا +

پھر چونکہ شکریہ کا کامل ذریعہ۔ عبادت کا کامل ذریعہ اپنے مطالب کے حصول کا کامل ذریعہ۔ حق سبحانہٗ تعالےٰ کی تعظیم کا اعلیٰ مقام۔ انسانی ترقیات کا انتہائی نتیجہ جس کا نام معراج ہے۔ گناہ اور گندوں سے پاک ہونے کی سچی راہ صرف نماز ہی ہے اس واسطے بلانے کی وجہ بتائی کہ نماز کی طرف بلاوا ہے۔ پھر نماز میں اھدنا الصراط المستقیم۔ کیسا پاک کلمہ ہے۔ نبی۔ شہید۔ صدیق اور صالحین جیسے عظیم الشان محسنوں کی راہ جن کے احسانات کی کوئی قیمت ہی نہیں بجز اس کے کہ کوئی جان ہی فدا کر دے اُن کی راہ پر چلنے کی درخواست کرتا ہے اور ان کے رنگ میں رنگین ہونے کی خواہش کرتا ہے اور ان کے واسطے دعائیں کرتا ہے سلام بھیجتا ہے پھر رسول اللہ صلعم جو سردار انبیاء ہیں عجیب طرح سے گذار ہو ہو کر درد دل سے ان کے واسطے کہتا ہے اور دل میں محبت کا ایسا جوش پیدا کرتا ہے کہ گویا ان کے احسانات کے باعث ان کو اپنے تصور میں سامنے لے آتا ہے اور کہتا ہے۔ السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

غرض آذان ایک اعلیٰ قسم کا کامل و اکمل طرز دعوت ہے جس میں خلاصہ اسلام بیان کر دیا ہے۔ دعوت کی وجہ بیان فرمائی گئی ہے اور پھر نتیجہ بھی بتا دیا گیا ہے۔ کہ حی علی الفلاح۔

فلاح۔ کے معنے ہیں۔ کامیاب ہو جانا۔ دشمنوں کے مقابلہ میں مظفر و منصور ہو جانا۔ اسی واسطے حکم ہے۔ کہ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر نماز تمام بدیوں اور بدکاریوں سے بچا لیتی ہے اور پھر اس کا نتیجہ فلاح ہے۔

پھر بعد آذان کے جوش میں آ کر کہتا ہے اور دعوت کو ختم کرتا ہے۔ لا الہ الا اللہ + فرمایا کہ آذان کے معنے سوچو اور ان پر غور کرو +

جلسہ کے بعد

فرمایا۔ الحمد للہ۔ ایسا پاک کلمہ ہے اور اس میں ایسے سمندر حکمت الٰہی کے بھرے ہوئے ہیں کہ جن کا خاتمہ ہی نہیں۔ میں بعض اوقات نماز میں الحمد للہ پڑھنے کے بعد ٹھہر جاتا ہوں اس کی وجہ یہی ہے کہ میں ان کے معانی میں غور و خوض کرتا ہوا غرق ہو جاتا ہوں۔ دیکھو بعض وقت مجھ کو بھی سخت سے سخت مشکلات اور تکالیف پہنچی ہیں۔ کہ ان سے جان جانے کا بھی اندیشہ ہوا ہے۔ مگر میں نے جب قرآن شریف کو شروع کیا ہے اور اس میں اول ہی اول الحمد للہ سے شروع ہوا ہے اور میں نے اس آیت پر غور کیا ہے۔ تو دل میں بسا اوقات جوش آیا ہے کہ بتاؤ تو سہی اب الحمد للہ۔ کا کیا مقام ہے ان مصائب اور دکھوں کے سمندر میں کس طرح سے الحمد للہ کہو گے اور ممکن ہے کہ کسی دوسرے مومن کے دل میں بھی آیا ہو۔ کیونکہ میرے دل میں ایسا بارہا آیا ہے۔

تو اس کے واسطے میں نے غور سے دیکھا ہے کہ مصائب اور مشکلات میں واقعی اللہ تعالےٰ کی ذات ساتھ طرح سے الحمد للہ کہے جانے کے لائق ذات ہے۔

ہر بلا کین قوم را حق دادہ است۔
زیر آن گنج کرم بنہادہ است۔

(۱) اول تو اس لئے کہ مصائب اور شدائد کفارہ گناہ ہوتے ہیں۔ سو یہ بھی اس کا فضل ہے۔ ورنہ قیامت میں خدا جانے ان کی سزا کیا ہے اس دنیا ہی میں بھگت کر نپٹ لیا۔

(۲) اس لئے کہ ہر مصیبت سے بڑھکر مصیبت ممکن ہے اس کا فضل ہے کہ اعلیٰ اور سخت مصیبت سے بچا لیا +

(۳) مصائب دو قسم کے ہوتے ہیں دینی اور دنیوی ممکن ہے کہ گناہ کی سزا میں انسان کی اولاد مرتد ہو جاوے یا یہ خود ہی مرتد ہو جاوے۔ سو اس کا فضل ہے کہ اس نے دینی مصائب سے بچا لیا اور دنیوی مشکلات ہی پر اکتفا کر دیا +

(۴) مصائب شدائد پر صبر کرنے والوں کو اجر ملتے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں آیا۔ کہ ہر مصیبت پر انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پڑھکر یہ دعا مانگو۔ اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلفنی خیرا منھا

اور قرآن شریف میں مشکلات اور مصائب

پر صبر کرنے والون کے واسطے تین طرح کے اجر کا وعدہ ہے *

وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون - اولٓئک علیھم صلوٰۃ من ربھم ورحمۃ واولٓئک ھم المھتدون - یعنی مصایب پر صبر کرنے والون اور انا للہ کہنے والون کو تین طرح کے انعامات ملتے ہین -

(۵) صلوات ہوتے ہین ان پر اللہ کے -

(۶) رحمت ہوتی ہے ان پر اللہ کی -

(۷) اور آخر کار ہدایت یافتہ ہوکر ان کا خاتمہ بالخیر ہوجاتا ہے - اب غور کرو جن مصائب کے وقت صبر کرنے والے انسانکو ان انعامات کا تصور آجاوے جو اس کو اللہ کی طرف سے عطا ہونے کا وعدہ ہے تو بھلا پھر وہ مصیبت مصیبت رہ سکتی ہے اور غم رہتا ہے - ہرگز نہین پس کیسا پاک کلمہ ہے - الحمدللہ - اور کیسی پاک تعلیم ہے وہ جو مسلمانون کو سکھائی گئی ہے - یہ نہایت ہی لطیف نقطہ معرفت ہے اور دل کو موہ لینے والی بات - یہی وجہ ہے - کہ قرآن شریف اسی آیت سے شروع ہوا - اور رسول اکرم صلعم کے تمام خطبات کا ابتدا بھی اسی سے ہوا ہے -

بخدمت جناب اڈیٹر صاحبان اخبار الحکم و بدر -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

اس کاغذ کی پشت پر ایک فہرست وصولی عید فنڈ کی ہے جو گذشتہ عید کے موقعہ پر وصول ہوا ہے - مین یہ چاہتا ہون کہ آپ اس فہرست کو اس تحریر کے ساتھ اپنے اخبار مین شایع فرماوین - تاکہ احباب غور کرین - کہ ضروری اور اہم معاملات مین کس قدر بے توجہی سے کام لیا جاتا ہے اس سے معلوم ہوگا کہ عید فنڈ کی تحریک سے اس وقت اس سال مین کل پونے تین سو روپیہ وصول ہوا ہے - اس مین اگر زیادتی کی امید ہے تو صرف جماعت سیالکوٹ سے جہان کی سرگرم جماعت میرے خیال مین اسی کے قریب قریب روپیہ بھیجے گی - جو باقی کل احمدی جماعت سے وصول ہوا ہے کسقدر افسوس کا مقام ہے کہ جہان آدمی کی توجہ سے ہزار ہا روپے اکٹھے ہوسکتے تھے وہان ایک پونے تین سو کی رقم آتی ہے - جو مدرسہ کے دس دن کا خرچ ہے -

دوسری طرف ماہواری چندون کا یہ حال ہے کہ بہت تھوڑی جماعتین ہین جو توجہ کرتی ہین - مین ان باتون کو شایع نہ کرتا اگر مین اس تکلیف کو محسوس نہ کرتا - کہ اکثر مقامات کے احباب کی بے توجہی سے سلسلہ کو ایک بڑا بھاری نقصان پہنچ رہا ہے - ہر ماہ مین ایک طرف لنگرخانہ کا فکر خود حضرت اقدس کو ہوتا ہے کہ یہ کام کس طرح چلیگا - اور دوسری طرف مدرسہ میگزین وغیرہ کا فکر منتظمین صدر انجمن احمدیہ کو ہوتا ہے - کیا سارے پنجاب اور ہندوستان مین اسی قدر احمدی جماعتین ہین - جسقدر عید فنڈ کی تحریک مین شامل ہوئی ہین ؟ - اور کیا باقی کی جماعتین جن کے نام اس فہرست مین نہیں ہین اس سلسلہ کی ضروریات کو محسوس نہین کرتین - اور ہر روز اخبارون مین کمی آمد کا شور نہین سنتین ؟ پھر کیا وجہ ہے کہ باوجود ان سب باتون کے دلون مین وہ جوش پیدا نہین ہوتا جو ہونا چاہیے ؟ چار لاکھ آدمی کو چھوڑو کیا چار ہزار آدمی بھی اس جماعت مین ایسا پیدا نہین ہوسکتا - جو عید کے دن ایک روپیہ مدرسہ فنڈ کے لئے لکھدیا کرین - مین نہین جانتا کہ کن الفاظ مین مختلف انجمنون کے کارکنونکو ان کے فرایض کی طرف توجہ دلاؤن - آخر کار اللہ تعالٰے کے آگے ہی یہ التماس ہے - کہ وہ نصرت دین کے لئے خود القا کرے اور وہ جوش پیدا کرے جو مشکلات کے پہاڑون کو پاش پاش کر دے

والسلام -

محمد علی - محاسب صدر انجمن احمدیہ -

فہرست عید فنڈ - (عید الضحیٰ) جو مختلف جماعت ہا انجمن احمدیہ کی طرف سے وصول ہوئی ہے -

نمبر شمار	نام جماعت	تعداد رقم عید فنڈ	پائی	آنہ	روپے
۱	جماعت گجرات	عـــہ ۱۳/	۰	۱۳	۴۰
۲	" بلب گڈہ	۶/ ۶	۰	۶	۶
۳	" بھیرہ	للعـہ ۹/	۰	۹	۲۴
۴	" دہلی	عـہ/	۰	۰	۱۰
۵	" جمون	عـــہ/	۰	۰	۱۳
۶	" پشاور	عـــہ/	۰	۸	۲۰
۷	" منی پور آسام	عـــہ/	۰	۰	۱۳
۸	" شملہ	عـــہ ۵/	۰	۵	۱۶
۹	" گجرانوالہ	عـــہ ۹/ ۶	۶	۹	۲۴
۱۰	" چک نمبر ۲۴ راوتیانی (سندھ)	۳ ۵/	۰	۵	۳
۱۱	" قتالپور ضلع ملتان	عصہ ۴/	۰	۴	۱
۱۲	" ملتان	عصہ	۰	۰	۱
۱۳	" راولپنڈی	لعہ ۱۰/	۰	۱۰	۹
۱۴	" فیروزپور	عـہ	۰	۰	۱۰
۱۵	" لاہور	صـہ/	۰	۰	۵۰
۱۶	" رنگون معرفت ابو سعید عرب	عـہ/	۰	۰	۱۰
۱۷	" ڈیرہ غازیخان	صـہ ۵/ ۶	۶	۵	۵
۱۸	" لگوئی - برہما	عا/	۰	۰	۲
۱۹	" سامانہ پٹیالہ	للعہ ۱۱/	۰	۱۱	۴
۲۰	جماعت بٹالہ	عـہ/	۰	۷	۱۰

G. Total ۲۷۶-۱۳-۰۰ - ۲۷۶-۱۳-۰۰

نوٹ

ان رقوم مین قربانی کی کھالون کی قیمت شامل نہین وہ رقم الگ مسکین فنڈ مین جمع ہوتی ہے -

اطلاع

جناب مولوی محمد علیصاحب - ایم - اے - ڈیپوٹیشن کی شرکت کی وجہ سے کچھ ایسے مصروف رہے ہین - کہ مارچ کے انگریزی رسالہ کا مضمون پورا نہین کرسکے اس لئے خریداران رسالہ انگریزی مطلع رہین - کہ اسی اشد مجبوری کیوجہ سے مارچ اور اپریل کا رسالہ انگریزی اکٹھا - ۲۰ر اپریل ۱۹۰۸ء کو شایع ہوگا - اور یہ صرف انگریزی رسالہ کے متعلق ہے - اردو رسالہ کی اشاعت مین انشاء اللہ العزیز کوئی فرق نہ ہوگا - وہ اپنے وقت پر بدستور شایع ہوگا - امید ہے - کہ خریداران انگریزی میگزین اس بنا پر منیجر رسالہ میگزین انگریزی کو معذور سمجھین گے -

حکام کا دورہ قادیان مین

۲۱ر مارچ ۱۹۰۸ء کو جناب فنانشل کمشنر صاحب قادیان مین تشریف لانے والے ہین - اسی تقریب پر آپ کے ہمراہ جناب کمشنر صاحب حلقہ لاہور اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور بھی ہونگے - امید کی جاتی ہے کہ حکام عالی مقام کا یہ دورہ قادیان کے لئے بہت سے مفید نتایج کا موجب ہوگا - صاحبان موصوف بٹالہ اور قادیان کے درمیان جو سڑک ہے اس کی طرف خصوصیت سے توجہ فرمائین گے - اسی سڑک پر آمدرفت کی بڑی کثرت ہے - اور یہ کثرت سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وجہ سے بڑھ رہی ہے - قادیان تک میلون کے نشان لگائے گئے ہین - اگر یہ سڑک پختہ ہوگئی - جیسا کہ تجویز درپیش ہے تو پبلک کو بہت بڑا آرام ہوگا - فنانشل کمشنر صاحب کے اسی دورہ کی تقریب پر یہ تجویز عمل مین آگئی - تو بہت مبارک ہوگی -

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

۶ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء قبل عصر

مولوی محمد حسین صاحب نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں بذریعہ ایک دو خطوں کے اور زبانی بھی کسی مقدمہ میں منصف بننے کے واسطے لکھا اور کہلا بھیجا تھا۔ اور ساتھ ہی دھمکیاں بھی دی تھیں کہ اگر آپ اس معاملہ میں منصف نہ بنیں گے تو میں عدالت میں آپکو گواہ لکھوا دوں گا اور اس طرح سے آپ کو عدالت میں حاضر ہونا پڑے گا۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا۔ تعجب آتا ہے کہ ایک طرف تو ہمیں کافر و دجال بے دین اور مرتد ٹھیراتا ہے اور پھر یہی نہیں کہ اپنے آپ تک ہی محدود رکھا ہو بلکہ اس فتویٰ میں قریباً تمام ہندوستان کے بڑے بڑے مولویوں کو اپنے ساتھ شامل کرنے کیواسطے سر توڑ کوشش کرتا رہا ہے۔ دوسری طرف ہمیں ایک شرعی معاملہ میں منصف بنانا چاہتا ہے۔ اُس کے نزدیک جب ہم دائرہ اسلام سے ہی خارج ہیں تو پھر ایک شرعی معاملہ میں ہمارا دخل کیا اور فیصلہ کیا۔ اُس سے کہو کہ پہلے تم ہمارے کفر و اسلام کا تو فیصلہ کر لو پھر ہمیں منصف بھی بنا لینا۔

اس شخص نے تو جہاں تک اس سے ممکن ہو سکا ہے اور اس کا بس چلا ہے ہمیں پھانسی دلانے کی کوششوں میں بھی کمی نہیں کی۔ مگر یہ اللہ کا فضل اور اُس کی خاص نصرت تھی کہ اُس نے ہمیں ہر میدان میں عزت دی اور اعدا اور ہماری ذلت چاہنے والوں کو ذلیل کیا۔ دیکھو لیکھرام کے قتل کے وقت بھی اس نے کس طرح آریوں کو اکسایا ہماری تلاشی ہوئی۔ اور پھر خون کے مقدمہ میں ایک عیسائی کی طرف سے گواہ بن کر ہمارے برخلاف اقدام قتل کے ثبوت کے واسطے کوششیں کیں۔ گورنمنٹ کو ہم سے بدظن کرنے میں اس نے کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا ہمیں باغی بنایا اور صاف کہا کہ گورنمنٹ کیوں ایسے باغی کو نہیں پکڑتی۔

عام لوگوں کو ہم سے بدظن کرنے میں اپنے ناخنوں تک زور لگایا۔ لوگوں سے کہہ دیا کہ ان سے سلام مت کرو مصافحہ مت کرو۔ ان کی چوری کرنا۔ ان کو قتل کر دینا اور ان کی عورتیں چھین لینا جائز ہے۔ پھر جب اس کے ہم پر ایسے ایسے احسانات ہیں تو اب یہ نامہ و پیام کیسے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملہ میں جسکے واسطے یہ اتنے زور دیتا ہے اس کی کوئی ذاتی اور نفسانی غرض ہے۔

اگر کچھ بھی سعادت کا حصہ اُس میں ہوتا تو اسی معاملہ میں غور کرتا کہ جس دن سے اس نے ہماری مخالفت کا بیڑا اُٹھایا ہے اور ہمارے نیست و نابود کرنے میں جان توڑ کوششیں کی ہیں اُسی دن سے اندازہ تو لگائے کہ ہم پر اللہ تعالےٰ کے کیسے فیضان نازل ہوئے۔ اور ہمیں کس طرح خدا نے بڑھایا اور اس کا اپنا کیا حال ہوا۔ ایک سعید انسان اور سلیم الفطرت آدمی کے ہدایت پا جانے کیواسطے صرف یہی بات کافی تھی۔ پھر اپنے خط میں لکھا ہے کہ میرے گھر لڑکا پیدا ہوگا۔ یہ فقرہ لکھنے سے اس کی مراد نکتہ چینی ہے۔ اور پیشگوئیوں اور امور نبوت کا نعوذ باللہ استخفاف کرنا مدنظر ہے سو اس کے جواب میں اُس سے کہہ دیا جاوے کہ ہماری کتاب حقیقۃ الوحی کا مطالعہ کرے۔ ہم نے ان امور کو اس میں بالتفصیل لکھ دیا ہے۔

وہ نہیں جانتا کہ خواب تو اکثر چوہڑے چماروں اور مردار خواروں کو بھی ہو جاتا ہے اور اکثر سچا بھی ہوتا ہے۔ تو پھر اس میں کیا شیخی ہے کہ میرے گھر لڑکا ہوگا۔

ہمارے پاس بعض ہندو آتے ہیں اور خواب سناتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ خواب سچا بھی نکلا۔ اس سے مطلب اُن کا صرف یہ ہوتا ہے کہ اعتراض کریں کہ اسلام کی اس میں خصوصیت ہی کیا ہے۔

ہم ایسی نظیریں بتا سکتے ہیں کہ بعض فاسق۔ فاجر۔ بدمعاش۔ مشرک۔ چور۔ زانی۔ ڈاکوؤں کو بھی خواب آجاتے ہیں اور اُن میں سچے بھی ہوتے ہیں۔ تو پھر اس میں مولوی محمد حسین کی کیا خصوصیت ہوئی۔

شرمپت یہاں کا ایک آریہ ہے اُس نے ایک خواب میں اپنے ہاں لڑکا پیدا ہونا بتایا تھا چنانچہ لڑکا پیدا ہوا اور پھر ایک بار بیان کیا کہ بالو اللہ دتا تبدیل ہو جاویگا چنانچہ یہ خواب بھی اس کا پورا ہو گیا اور بالو اللہ دتا کو وہ اس معاملہ کا گواہ بھی کرتا ہے۔ تو پھر کیا ان باتوں سے یہ نتیجہ نکالنا چاہیئے کہ شرمپت کو یا اور ایسے لوگوں کو نعوذ باللہ ہم نبی مان لیں۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ امور بطور شہادت اللہ تعالیٰ نے ہر طبقہ کے لوگوں میں اس لئے ودیعت کر دئے ہیں کہ تا انسان ملزم ہو جاوے اور قبول نبوت کیواسطے اس کے پاس اپنے نفس میں سے شاہد پیدا ہو جاوے۔ خواب کا ملکہ اللہ تعالیٰ نے اس لئے انسان کی بناوٹ میں رکھ دیا ہے کہ کہیں یہ نبوت کا انکار ہی نہ کر دے۔

سچی خواب کے واسطے اللہ تعالیٰ نے کوئی شرط نہیں رکھی۔ بلکہ بلا امتیاز کفر و اسلام۔ نیک و بد یہ ملکہ ہر فرد بشر میں رکھ دیا ہے۔ بھلا دیکھو تو حضرت یوسفؑ کے ساتھ جو دو آدمی قید تھے اُن دونو کو بھی خوابیں آئیں۔ اور وہ دونو سچی بھی تھیں۔ فرعون کو بھی جو اس وقت کا بادشاہ تھا خواب آئی اور سچی نکلی تو کیا حضرت یوسفؑ نے اُن کی کوئی تعظیم کی۔ یا اُن کو نبی مان لیا۔ یا بتاؤ تو بھلا تم نے بھی اُن کو کوئی مرتبہ دیا ہے؟ بھلا ایک نے تو اپنے خواب کو قتل ہو کر سچا کر دیا۔ مگر دوسرا تو بادشاہ کا مقرب بن گیا تھا اُسی کی عزت کی ہوتی۔ اگر اسی طرح کی ایک دو خوابیں سچی ہو جانے سے کوئی نبی بن جاتا ہے اور اس میں نبوت کی شان آجاتی ہے تو بتاؤ کس کس کو امام مانو گے۔

نعوذ باللہ اس طرح تو شان نبوت کی ہتک اور انبیاء کا تمسخر کرتے ہو۔

یاد رکھو کہ ایک دو پیسے پاس ہونے سے یا دو چار آنے کا مالک بننے سے یا چند پونڈوں کے پاس ہونے سے کوئی بادشاہ نہیں بن جاتا۔ بلکہ پیسے روپے اور پونڈ تو کثرت مال و زر کی ایک شہادت ہیں۔ کہ تا اُن سے قیاس کر لیا جاوے کہ کروڑ در کروڑ پونڈ اور لاتعداد خزانے بھی ضرور اور یقیناً ہیں۔

پس اِن لوگوں کی خوابوں اور انبیاءؑ کے الہامات مکالمات اور مخاطبات میں ایک مابہ الامتیاز ہوتا ہے۔ انبیاء کی وحی اپنے تمام لوازمات کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس میں ایک شوکت اور جلال و رعب ہوتا ہے۔ انبیاء کی وحی کیا بلحاظ کیفیت اور کیا بلحاظ کمیت عام لوگوں سے بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ اور وہ اُن کی کامیابی اور اُن کے دشمنوں کی نامرادی پر مبنی ہوتی ہے۔

انبیاء کی وحی غیب پر مشتمل ہوتی ہے۔ لا یظہر علےٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول۔ غرض انبیاء کی وحی میں کسی انسان کو کسی طرح کا اشتراک نہیں ہوتا۔ جنسیت کے لحاظ سے جو اشتراک رکھا گیا ہے وہ بھی صرف اسواسطے کہ تا انسان کو انبیاء کی پاک وحی پر ایمان لانے میں مدد دے۔ ورنہ اُس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اور وہ تو انبیاء کی وحی کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ پس مولوی محمد حسین صاحب کو آپ کہہ دیں (جو صاحب زبانی پیغام لائے تھے) کہ مولوی ہو کر آپ کے مُنہ سے کس طرح ایسی باتیں نکلتی ہیں جن سے نعوذ باللہ شان نبوت کا تمسخر اور استخفاف ہوتا ہے۔

اول تو آپ کا یہ خواب یا الہام جو کچھ بھی ہے تفسیر طلب ہے دوسرے اگر یہ سچا بھی ہو تو نہ یہ شان نبوت کے لئے اعتراض ہو سکتا اور نہ ہی آپ اس سے نبی بن سکتے ہیں۔ آپ سے پہلے بھی ایک شخص نے ہمارے مقابلہ میں امرتسر سے اپنے ہاں لڑکا ہونے کی پیشگوئی کی تھی۔ مگر خدا جانے کیا ہوا وہ موہوم حمل بھی حمل نہ رہا۔ اور ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔

غرض آپ کا خواب یا الہام بھی تو ابھی تصدیق طلب ہے۔ مگر جن کے خوابوں کی تصدیق ہو چکی ہے اور اُن میں سے بعض مشرک اور دہریہ بھی ہیں اور بعض فاسق و فاجر اور چور و زانی اُن کو بھی تو آپ کچھ جواب دیں کہ کیا آپ اُن کو نبی یا ولی اللہ مان لینگے۔

یہاں آنا ہو تو نفسانی غرض سے نہ آؤ۔ بلکہ تحقیق حق کے لئے آؤ۔ اسی تصفیہ کے واسطے آجاؤ کہ خواب کفار فجار کو بھی آجاتی ہیں۔ اور انبیاء کو بھی جنسیت میں دونو مشترک ہیں۔ تو پھر کفار اور انبیاء کی خوابوں اور الہامات میں مابہ الامتیاز کیا ہے؟ ان میں کوئی معیار بھی خدا نے رکھا ہے یا کہ نہیں؟ یہ ایک دینی کام ہے اس کی تحقیق کے واسطے آجاؤ۔ ثواب بھی ہے۔

یاد رکھو کہ قرآن شریف نے ان دونو قسموں میں امتیازی معیار پیشگوئی کو رکھا ہے جو انسانی طاقتوں سے بالاتر اور خارق عادت رنگ میں غیب پر مشتمل ہو۔

معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو کہ موسیٰ کے سونٹے کی طرح فوراً دکھا دیئے جاتے ہیں۔ دوسرے علمی رنگ کے معجزات اور غیب پر مشتمل پیشگوئیاں۔ اول الذکر معجزات اس قسم کے ہوتے ہیں کہ اُن سے دشمنوں کے مُنہ بند ہو جاتے ہیں۔ مگر دیرپا اور ہمیشہ کے واسطے نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ وقتی ضرورت کے مناسب حال ہوتے۔ پیچھے آنے والی قوموں کے واسطے وہ کوئی حجت اور دلیل نہیں ہوتے۔ کیونکہ اُن میں تدبر و تفکر کا انسان کو موقع نہیں ملتا۔ مگر موخر الذکر معجزات ایسے علمی رنگ میں ہوتے ہیں کہ وہ ہمیشہ کے واسطے اور دیرپا ہوتے ہیں۔ انسان جوں جوں اُن میں غور و خوض کرتا ہے توں توں اُن کی شوکت اور عظمت بھی بڑھتی جاتی ہے۔ اور جوں جوں بُعد زمانی ہوتا جاتا ہے اُن کے ضیاء اور شوکت میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ اُن کی عظمت میں فرق نہیں آتا۔ چنانچہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات اس قسم ثانی کے ہیں۔ دیکھ لو تیرہ سو برس گذر چکے ہیں زمانہ ترقی کے لحاظ سے معراج پر پہنچ گیا ہے۔ نئے نئے علوم اور طبیعات نکلے مگر نہ آں حضرت کی تعلیم کا کوئی نقص کوئی ثابت کرسکا اور نہ ہی آپ کے معجزات کی قدر و عظمت میں فرق آیا۔ بلکہ روز افزوں اُن کی عظمت اور شوکت بڑھتی ہی جاتی ہے۔ اور جوں جوں نئے نئے علوم نکلتے ہیں سائنس اور فلاسفہ ترقی کرتا جاتا ہے توں توں آپ کی تعلیم کی عظمت اور آپ کے معجزات کی شوکت زیادہ ہوتی ہے۔

دیکھو ایک اور بڑا بھاری مابہ الامتیاز اللہ تعالے نے یہ قائم کیا ہے لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔

یعنے اگر کوئی شخص تقول علے اللہ کرے تو وہ ہلاک کر دیا جاوے گا۔ خبر نہیں کیوں اس میں آنحضرت صلعم ہی کی خصوصیت رکھی جاتی ہے۔ کیا وجہ کہ رسول اللہ صلعم اگر تقول علے اللہ کریں تو اُن کو تو گرفت کی جاوے اور اگر کوئی اور کرے تو اس کی پرواہ نہ کی جاوے۔ نعوذ باللہ اس طرح سے تو امان اُٹھ جاتی ہے۔ صادق اور مفتری میں مابہ الامتیاز ہی نہیں رہتا۔

انہ من یأت ربہ مجرما فان لہ جہنم۔ من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔ انہ لا یفلح الظلمون۔

ان آیات سے صاف طور سے عموم ظاہر ہو رہا ہے کوئی خصوصیت نہیں۔ نہ معلوم تو پھر رسول اللہ صلعم اگر افترا علی اللہ کریں تو خدا بُرا مناتا ہے مگر اگر کوئی اور یہی جرم کرے تو خیر چنداں ہرج کی بات نہیں معاذ اللہ۔ براہین کے زمانہ کو دیکھو جبکہ خود اس نے ریویو بھی لکھا ہے اس سے قسماً پوچھ لو کہ اُس وقت میں اکیلا تھا یا نہیں۔ اور اب اس وقت چار لاکھ سے بھی زیادہ آدمی ہمارے ساتھ ہیں۔ بھلا کبھی مفتری کی بھی اللہ تعالیٰ ایسی نصرت کرتا ہے۔

پس عام لوگوں کے خوابوں اور انبیاء کی وحی میں اللہ تعالیٰ نے خود مابہ الامتیاز مقرر کر دئے ہیں۔ جنسیت کے لحاظ سے تو کم و بیش ہر طبقہ کے لوگ شامل ہیں مگر بلحاظ اپنی کیفیت اور کمیت۔ مقدار و نصرت انبیاء ہی کی وحی ممتاز اور قابل اعتبار ہوتی ہے۔

پھر ہمیں تشریعی نبوت کا دعوے نہیں ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ تشریعی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ اب اسی شریعت کی خدمت بذریعہ الہامات مکالمات۔ مخاطبات اور بذریعہ پیشگوئیوں کے کرنے کا ہمارا دعوےٰ ہے۔

مجدد صاحب لکھتے ہیں کہ یہی خوابیں اور الہامات جو گاہ گاہ انسان کو ہوتے ہیں اگر کثرت سے کسی کو ہوں تو وہ محدث کہلاتا ہے۔

غرض یہ سب کچھ ہم نے اپنی کتاب حقیقت الوحی میں مفصل لکھ دیا ہے تم اس کا مطالعہ کر کے اپنی تسلی کر لیں۔

احمدی انجمنیں

گذشتہ اشاعت سے آگے

مگر قبل اس کے کہ میں ان امور کو بیان کروں جو میں نے دیکھے ہیں ان انجمنوں کی اغراض کو بیان کرنا چاہتا ہوں۔ انجمنیں ایک بڑے بھاری ذمہ واری کے کام کو سرانجام دینے کے لئے بنائی گئی تھیں اور میرے یا کسی اور صاحب کے خیال سے نہیں بلکہ حضرت اقدس کے ایما سے ایسا ہوا تھا۔ یہ ضرورت تو دیر سے محسوس ہو رہی تھی کہ ہر مقام میں احمدیوں میں تعلقات کا قایم ہونا اور اغراض سلسلہ میں مدد دینے کے لئے ایک نظم کا قایم کرنا ضروری ہے مگر ہر امر کے لئے وقت مقرر ہوتا ہے۔ اواخر ۱۹۰۵ء میں جب حضرت مسیح موعود نے رسالہ الوصیت شایع کیا تو اس میں اس سلسلہ کے کاموں کو ایک انجمن کے سپرد کرنے کی تجویز خود حضرت اقدس نے فرمائی۔ چنانچہ یہ انجمن ۱۹۰۶ء میں بنی۔ اور اس کا نام صدر انجمن احمدیہ رکھا گیا اور اس کا نظم و نسق ایک مجلس کے سپرد کیا گیا جسکا نام مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ ہے۔ اسی انجمن کے قواعد میں جو بمنظوری حضرت اقدس شایع ہوئے تھے۔ سلسلہ میں ایک نظم قایم کرنے کی ضرورت کو محسوس کر کے یہ تجویز بھی کی گئی تھی کہ اس انجمن کی شاخیں مختلف اضلاع اور بڑے بڑے مقامات میں قائم کی جاویں اور پھر مفصلات میں ان انجمنوں کی شاخیں بنا کر ایک ایسا نظم قایم کیا جاوے جس سے تمام احمدی احباب وقتاً فوقتاً ضروریات سلسلہ سے آگاہ ہو کر اس کے کاموں کی تکمیل میں مدد دیتے رہیں اور ان کاموں کے سرانجام دینے کا بوجھ بجائے چند دوستوں پر پڑنے کے سب سلسلہ پر تقسیم ہو کر پڑے اور اس طرح پر ان کاموں کی تکمیل میں بھی سہولت ہو۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً ایک طرف لنگر خانہ کو اور دوسری طرف مدرسہ میگزین وغیرہ مدات متعلقہ انجمن کو مالی مشکلات پیش آتی رہیں یہاں تک کہ ان مشکلات کی وجہ سے حضرت اقدس کے اوقات گرامی میں خلل آنے لگا۔ اس لئے حضرت اقدس کے مشورہ کے بعد آخر ۷ء میں مختلف مقامات پر انجمنوں کی بنا ڈالی گئی اور قواعد تجویز کر کے سب جگہ احمدی احباب کی خدمت میں بھیجے گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے بڑے بڑے مقامات میں انجمنیں قائم ہو گئیں اور ان انجمنوں کے کارکنوں کی طرف سے مستعدی سے کام کرنے کی امید دلائی گئی مگر باوجود اس کے کہ انجمنوں کو بنے ہوئے چھ ماہ کا عرصہ گذر چکا ہے ابھی تک اس مقصد کے حصول میں بہت ہی کم مدد ملی ہے جس کے لئے یہ انجمنیں بنائی گئی تھیں۔

محصل اور کارکن توجہ فرماویں

اس وقت تک مجھے صرف تین انجمنوں کے رجسٹرات کے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے یعنے انجمن احمدیہ قادیان۔ انجمن احمدیہ لاہور انجمن احمدیہ کپورتھلہ۔ انجمن احمدیہ امرتسر کے رجسٹرات کو بینے دیکھنا چاہا تھا مگر اس کا موقعہ نہ ملا لدھیانہ میں خود مجھے ذہول ہو گیا۔ اس لئے میں سب سے پہلے جملہ انجمن ہائے احمدیہ کے سکرٹری صاحبان کو توجہ دلاتا ہوں کہ جہاں کہیں وفد جاوے علاوہ احباب کو جمع کرنے کے وہ اس بات کا بھی انتظام کریں کہ جملہ رجسٹرات انجمن جو مطابق قواعد رکھنے ضروری ہیں دکھائے جاویں تاکہ جو نقص اب تک ہیں ان کی طرف توجہ دلائی جاوے۔ تینوں انجمنیں جن کے کام اور رجسٹرات کو میں نے دیکھا ہے ان کو اطمینان بخش نہیں پایا۔ مفصلات میں انجمنیں قایم کرنے کا کام تو خیر ایک بڑا کام تھا مگر افسوس یہ ہے کہ خود ان صدر مقامات میں بھی ابھی تک انجمنوں کی کارروائی بالکل ناقص ہے۔ ان نقصوں کے رفع کرنے کے لئے کارکنان انجمن اور محصلوں کی خاص توجہ درکار ہے۔ اصل میں بڑی غرض اور اہم مقصد انجمنوں کے قایم کرنے کا یہ ہے کہ لنگر خانہ یا ان اہم کاموں کے سر انجام دینے کے لئے جن کا انتظام صدر انجمن احمدیہ کر رہی ہے تمام احمدی احباب سے مستقل ماہوار چندے باقاعدہ وصول ہوتے رہیں۔ اس کا انتظام ہر ایک صدر مقام میں یوں ہونا چاہیئے کہ الگ الگ محلوں میں محصل مقرر کئے جاویں۔ اور ان محصلوں کے پاس ایک ایک فہرست رہے جس میں ان کل اشخاص کے نام درج ہوں جن سے چندہ وصول کرنا اس محصل کے سپرد ہو اور وہ رقم چندہ بھی درج ہو جو لنگر خانہ مدرسہ اشاعت اسلام یعنے اشاعت میگزین یا ضروریات مقامی کے لئے ایسے شخص نے دینے کا وعدہ کیا ہے۔ محصل کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ وقت پر ایسے تمام اشخاص سے جن کے نام اس کی فہرست میں موجود ہیں چندہ طلب کرے اور وصول شدہ چندہ کو باقاعدہ محاسب انجمن کے پاس جمع کراتا رہے۔ نیز یہ بھی اس کا فرض ہونا چاہیئے کہ ان تمام اشخاص کا جن سے وہ چندہ وصول کرتا ہے ایک کھاتہ حسب نمونہ کھاتہ محاسب رکھے اور اس کے کھاتہ کی نقل محاسب کے کھاتہ میں ہوتی رہے۔ محاسب کا کام ان تمام محصلوں کے کام کی نگرانی ہونی چاہیئے۔ اور محصلوں سے یا چندہ دہندگان سے بقایا کا مطالبہ بھی محاسب ہی کرے۔ مثلاً اگر ایک محصل کی معرفت سے ماہوار چندہ کسی مد کا آنا چاہیئے اور یہ سارا چندہ ماہ بماہ پورا نہیں آتا تو محاسب کو لازم ہو گا کہ جس قدر بقایا اس کی طرف رہتا ہے اس کا اس محصل سے یا ان چندہ دہندگان سے جن کی طرف در اصل بقایا ہے مطالبہ کرے۔

اگر انجمنوں کے محاسب اور محصل اس ذمہ واری کو پوری طرح سے اپنے اوپر لے لیں اور چندوں کے وصول کرنے کو سلسلہ کی اہم غرض سمجھ لیں جیسا کہ در اصل یہ ہے کیونکہ بدون اس کے سلسلہ کے کام چل نہیں سکتے تو میں امید کرتا ہوں کہ بہت سارے خاص اور یکمشت چندوں کی ضرورت جاتی رہے۔ ماہوار چندوں کا دینا نہ صرف دینے والے کے لئے آسان ہے بلکہ سلسلہ کو اس سے مدد بھی زیادہ پہنچتی ہے اگر ہمارے دوست اس بات پر غور کریں اور عزم اور ہمت سے اس کام کو شروع کر دیں تو انشاء اللہ جلدی ہی اس کا مفید نتیجہ دیکھ لینگے۔ مہینہ کے مہینہ ایک تھوڑی سی رقم دیدینے والے کے لئے بھی آسان ہے لیکن اگر ان چندوں کے دینے میں یا وصول کرنے میں سستی کی جاوے تو اس کا پہلا نتیجہ تو یہ ہوتا ہے کہ منتظمین کو تشویش اور کاموں میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور دوسرا یہ کہ پھر اُلٹی چندہ دینے والوں کو یا اسکے بھائیوں کو یکمشت رقمیں دینی پڑتی ہیں میں حیران ہوں کہ کیوں ہمارے دوست اس آسان پہلو کو اختیار نہیں کرتے۔ اور میں کس کی مثال دوں خود قادیان کی انجمن میں میرا یہ خیال ہے کہ کم از کم پچاس روپے ماہوار چندہ جو وصول ہو سکتا تھا وصول نہیں کیا گیا اور اس طرح ان چھ ماہ میں لنگر خانہ مدرسہ اور میگزین کو تین سو روپے کی رقم جو ادنی توجہ سے اور محصلوں اور کارکنوں کی تھوڑی سی کوشش سے وصول ہو سکتی تھی وصول نہیں ہوئی؟ اور چندہ نہ دینے والوں کی مالی حالت اس سے کچھ اچھی نہیں ہو گئی بلکہ جو شخص خدا کے لئے اپنے مال میں سے نکالتا رہتا ہے اُس کے مال میں بھی ترقی ہوتی ہے۔ اگر ایک طرف چندہ دینے والے خود کسی قدر سُستی کو چھوڑ دیں اور دوسری طرف محصل اور انجمنوں کے کارکن کچھ ہمت کریں تو یہ طریق بہت سی برکتوں کا موجب ہو سکتا ہے۔ یعنے ان باتوں کو کھولکر اس لئے لکھا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ یہ سستی اب گناہ کی حد تک پہنچ گئی ہے اور جہاں تک میرا قیاس ہے چندہ دینے والوں کی نسبت چندہ وصول کرنے والوں کی سستی اس نقص کی زیادہ ذمہ وار ہے۔ اگر وصول کرنے والے کوشش کریں تو ممکن نہیں کہ چندہ دینے والے انکار کریں بلکہ وہ بخوشی دیتے ہیں بشرطیکہ کوئی وقت پر اُن سے وصول کرنے والا ہو۔ اگر ایک آنہ یا دو پیسے بھی روپیہ میں سے ہر ایک شخص اپنی آمد میں سے دیدے اور انجمنیں اس کی وصولی کا پورا اہتمام اور باقاعدہ انتظام کریں تو سلسلہ کے تمام قسم کے اخراجات کے لئے ایک کثیر رقم جمع ہو سکتی ہے۔ اس تھوڑے سے ٹیکس کی ادائگی سے دینے والوں کا کوئی کام رُکا نہیں رہیگا اور سلسلہ کے کاموں میں بڑا بھاری مدد مل جائے گی۔

بالآخر میں ان تمام احباب کی خدمت میں جنہوں نے دین کو دُنیا پر مقدم کرنے کا وعدہ کیا ہے اپیل کرتا ہوں کہ اس معاملہ میں وہ سُستی کو چھوڑ دیں۔ بعض جگہ میں نے سنا ہے کہ بعض دوست چندہ انجمنوں کی وساطت سے اس لئے ادا نہیں کرتے کہ ہم براہ راست حضرت اقدس کو دیں گے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ بھی نفس کا ایک دھوکہ ہے اگر چندہ دیا جاتا ہے تو خدا کی خوشنودی کے لئے سو وہ جس جگہ دیا جائے دیکھتا ہے۔ ایسی باتوں سے صرف اس کام میں جسے حضرت اقدس کرنا چاہتے ہیں رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں۔ سب دوستوں کو چاہیئے کہ بلکہ اس انتظام کو قائم کریں۔ میں دیکھتا ہوں کہ تھوڑی سی تحریک سے سیالکوٹ کی جماعت سے سینکڑوں روپے آجاتے ہیں اگرچہ اس شہر میں تعداد جماعت کی بھی زیادہ ہے مگر اصل وجہ اس کی یہی ہے کہ اس جماعت نے اس معاملہ میں اعلےٰ درجہ کا عمدہ انتظام کیا ہوا ہے۔ اور باقاعدہ ہر ایک ممبر سے چندہ وصول ہو جاتا ہے اگر دوسری جماعتیں اسی طرح کوشش کریں تو بغیر کسی بڑی تکلیف کے اُن سے بھی سینکڑوں روپیوں کی مدد سلسلہ کو پہنچ سکتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ دین کے لئے اور سلسلہ کے لئے جوش رکھنے والے احباب میری اس تحریر کے بعد اس طرف پوری توجہ فرما کر مجھے مشکور فرماویں گے اور عند اللہ ماجور ہوں گے۔ والسلام

(محمد علی از قادیان)

تازہ وحی

۷ مارچ ۱۹۰۸ء ماتم کدہ

فرمایا اس کے متعلق کوئی تفہیم نہیں ہے۔

پھر غنودگی میں دیکھا کہ ایک جنازہ آتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

احباب واخوان احمدیہ کی خدمت میں ایک عرض

(از حضرت حکیم الامت رضی اللہ عنہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ میں ایک رات اپنی عمر اور بہت بڑی عمر جو عمر امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری حد پر پہنچنے کو ہے ۔ سوچتے سوچتے بہت گھبرایا کہ کیا کیا ۔ بعد الموت نتائج پر غور کرتا ہوا النجیات کے اسرار کی طرف جھکتا جھکتا مثنوی کے طوطے والی کہانی کی طرف جا پہنچا ۔ جس کا خلاصہ یہ ہے ۔ کہ ایک طوطے نے اپنے تاجر کو کہا ۔ کہ ہند کے طوطیوں کو میرا سلام پہنچا دینا ۔ تو اُن طوطوں نے کہا کہ جب تک وہ ایک قسم کی موت اپنے اوپر نہ لاوے تو نجات محال ہے ۔

- - - - - - - - - - - -

یہ طوطیان الہی ارواح شہداء اللہ کی طرف جو جوف طیر خضر میں عرش سے متعلق ہیں انتقال کر گیا اور السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اور السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین پر نذر کرتے کرتے جوش کے ساتھ جناب الہی کو تاجر بنایا ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ ۔ یعنے اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں یہ اموال خرید لئے ہیں اور اس کے بدلہ میں ان کو جنت دینے کا وعدہ دیا ۔ پس اسی لئے ہر ایک مومن کو چاہئے کہ وہ اپنی جان اور مال کو بجز رضامندی الہی کے خرچ نہ کیا کرے ۔ کیونکہ اس نے تو اپنی جان اور مال کو خدا کے ہاتھ بیچ دیا ہے ۔ اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنا نام مشتری تاجر رکھا ہے ۔ اس سلسلہ میں مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وبرکات وسلام پڑھنے شروع کئے ۔ آخر اس شغل کے بعد مجھے خیال پیدا ہوا کہ مَیں اپنے اصحاب بناؤں ۔ کے نسبح اللہ کثیرا ونذکرک کثیرا اور ان کے لئے کوئی امتیازی نشان قایم کروں ۔ والحمد للہ کہ شرک وبدعت سے متنفر اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لانے والوں میں سچے اور پکے سنت جماعت فرقہ احمدیہ جو سنت متوارثہ پر عمل کر کے سنی اور امام کے ماتحت ہو کر جماعت ہیں ۔ ان میں سے مَیں نے حسن ظن ۔ استقلال ۔ مرنج و مرنجان حالت والے دعاؤں کے قائل لوگوں کو بقدر اپنے فہم و محدود معاملہ کے دوست بنایا اس میں چند اغراض تھے ۔ اول کم سے کم یہ میرے لئے میرے ایمان کے شہداء اللہ فی الارض ہوں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ صالحین جس کی نسبت اچھی گواہی دے دیں وہ جنتی ہوتا ہے اور جس کی نسبت بُری گواہی دیں وہ ناری اور دوزخی ہوتا ہے ۔ ان شہداء اللہ فی الارض کی شہادت سے مَیں انشاء اللہ ادخل مما دخل من اللہ ۔

دویم ۔ اس میل جول سے باہم تعاونوا علی البر والتقویٰ کے مصداق بن جاویں ۔ اور یار اعداء انصار ہوں ۔

سوم ۔ بعض ایسے خاص فضل الہی ہوتے ہیں جو بغیر اتفاق اور اتحاد اور جماعت کے نہیں ملتے اس بات کو میں نے مدنظر رکھ کر ایک مجمع احباب بنایا ہے ۔ تاکہ باہمی دوستانہ تعلقات سے کوئی فیضان الہی خاص طور پر نازل ہو جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاوے ۔ اور ہمیں خادم اسلام ومسلمین کر دے ۔

چہارم ۔ حدیث شریف میں آیا ہے ۔ کہ قیامت کے دن سبعۃ یظلہم اللہ یوم لا ظل الا ظلہ سات قسم کے لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گے ۔ منجملہ اُن کے دو ایسے آدمی بھی ہوں گے جو اللہ ہی کے لئے محبت کا رشتہ باندھتے ہیں ۔ جب وہ ملتے ہیں تو اسی پر ملتے ہیں اور جب الگ ہوتے ہیں تو اسی محبت الٰہیہ پر الگ ہوتے ہیں ۔ سو مَیں نے چاہا کہ متحابا فی اللہ والے لوگوں میں شامل ہو کر ہم سایہ عرش عظیم کے نیچے آسودگی حاصل کریں ۔ عرش کا سایہ اس جہان اور اُس جہان ۔ دُنیا وآخرۃ ہر دو جگہ میں ظہور پا سکتا ہے ۔

پنجم ۔ کوئی تدبیر ایسی نکل آوے کہ عربی زبان باہم خصوصاً احمدیوں میں اور عام طور سے تمام مسلمانوں میں رائج ہو جاوے ۔ کیونکہ صرف یہی ذریعہ ہے جس سے تمام دُنیا کے مسلمان خواہ وہ کسی ملک کے باشندے ہوں باہم سلسلہ اتحاد اور اتفاق کو ترقی دے سکتے ہیں ۔ دوسرے صرف عربی پر ہی فہم قرآنی اور احادیث رسول ربانی منحصر ہے ۔ اس پر کسی خاص صورت میں ملکہ پیدا ہو جاوے ۔ جس طرح جسمانی لوگوں نے سکۃ الحدید کے ذریعہ طی الارض کیا ہے ۔ اور وہ ما نزلہ الاقدس معلوم سے صاف واضح ہوتا ہے ۔

ششم ۔ جہاں احباب احمدیہ میں باہمی رنج وکدورت ہو یہ احباب صلح کا موجب ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واصلحوا ذات بینکم اور اصلحوا بین اخویکم ۔ والصلح خیر ۔

ہفتم ۔ ہر عسر ویسر میں باہمی مشوروں اور دعاؤں سے کام لیں مگر مسلمانوں کی کاہلی ہے کہ اب تک قادیان کے احباب نے بھی ان امور میں کسی قدر کسل سے کام لیا ہے ۔ اور دور والوں پر کیا شکایت ہو سکتی ہے ۔ جو اعتراض مجمع پر ہوتے ہیں اُن کے جوابات کی نقل جہاں جہاں بھیجی گئی تھی ان میں سے صرف سیالکوٹ اور پٹ ورنے ہی اپنے مفید مشورہ سے امداد دی ہے ۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ لاہور سے کوئی جواب نہیں آیا ۔

اس کے علاوہ مَیں نے دور دور کے اہل الرائے کو خطوط لکھے ہیں کہ کس طرح عربی تعلیم اور ارشاد کیا یعنے وعظ کرنے اور تقریر وتحریر سے اس میں ترقی حاصل کر سکتے ہیں ۔ اسکندریہ اور مصر تک خط بھیجے ہیں ۔ کہ ایسے پاک مشوروں سے کوئی کام نکل آوے ۔ نیز کوشش کی جاوے کہ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ جن میں تائید اسلام کی جاوے اور اُن اعتراضوں کا جواب دیا جاوے جو جماعت پر غیر مذاہب کی طرف سے کئے جاتے ہیں اور جس سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرض سے کسی قدر سبکدوش ہوں اور سوء ظن کے آفات سے احباب کو آگاہ کیا جاوے اور یہ تحریک سر دست الحکم ۔ بدر اور تشحیذ الاذہان میں شایع کی جاتی ہے احباب اور اخوان احمدی اپنے پاک مشوروں سے ہماری نصرت کے لئے کوشش کریں ۔

ترجمہ قرآن کے متعلق

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہر ایک پر اعتراض کیا گیا ہے اور کوئی اعتراض سے خالی نہیں رہا ہے ۔ یہ ایک ایک کلیہ قاعدہ ہے کہ اس کا کوئی مستثنا نہیں ۔ حالانکہ انگریزی مثل کہتے ہیں کہ مستثنا ہی قاعدہ کا ثبوت ہوا کرتا ہے ۔ جبکہ فی اللہ مولانا مولوی نور الدین صاحب نے

قرآن شریف کا ترجمہ شروع کیا ہے۔ اسکا ایک پارہ چھپ بھی چکا ہے۔ ان کے ترجمہ پر معترضین نے کئی ایک اعتراض کئے ہیں۔ ہم ان کے دو ایک اعتراض یہاں پر لکھتے ہیں اور اللہ سے توفیق طلب کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس کے نتیجے اور واقعی جواب دینے کی توفیق عنایت کرے۔ وما توفیقی الا باللہ۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ

بالکل سچے اور واقعی لکھے ہیں۔ اب ہم معترضوں کے اعتراض مندرجہ ذیل الفاظ میں لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

اعتراض اول۔ مولوی صاحب اپنے پہلے پارہ کے ترجمہ کے ۱۴ صفحہ سطر ۱۴ پر ایک حاشیہ لکھتے ہیں اور اس حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ نمبرا سے نمبر ۱۴ کے حواشی کی نسبت ناظرین کی خدمت میں گذارش ہے۔ کتاب الہی میں متشابہات بھی ہیں جن کو محکمات کی طرف لیجانا چاہیے۔ قتل ضرب۔ احیار کے معنے لغت عرب میں بہت ہیں۔ اس آیت میں ان معانی کی تعیین کے لئے خود آیات قرآنیہ یا احادیث صحیحہ یا سنن الہیہ کو بہت ٹٹولا ہے مگر مجھکو ابتک ایسا انشراح صدر نہیں ہوا کہ ناظرین کے سامنے کرول کیونکہ یہ ایک بحر یا سمندر ہے جب اللہ تعالی چاہے اس میں سے جواہرات عطا کرے۔ کیا مولوی صاحب کے پاس تفاسیر موجود نہ تھیں اگر ان کو تفاسیر پر اعتماد کلی نہ تھا تو کیا مرزا صاحب سے پوچھ نہیں سکتے تھے جن کو قرآن دانی کا دعوے ہے یا اگر ان کو بھی اس آیت کے معنے نہیں آتے تھے تو کیا وہ اللہ تعالی سے براہ راست دریافت نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالی کا مکالمہ سے ان کو شرف حاصل ہے؟

اما الجواب۔ سچا اور واقعی جواب جسکو ہم سچا اور واقعی خیال کرتے ہیں یہ ہے کہ خود اللہ تعالے نے کوئی تمام قرآن کریم کی تفسیر نہیں بھیجی اگرچہ یہ سچ ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے جئناک بالحق واحسن تفسیراً۔ کیونکہ اس کو معترض بھی تسلیم کرنے سے نہیں رہ سکتا۔ اس لئے کہ اگر وہ قرآن شریف کو ہی تفسیر خیال کرتا ہے تو اور حواشی کو کیوں ضروری سمجھتا ہے۔ اس کے بعد روح الامین حضرت جبرائیل نے کوئی قرآن شریف کی تفسیر نہیں فرمائی۔ اس کے بعد خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بالاستیعاب پوری اور کامل تفسیر قرآن شریف کی نہیں لکھی۔ آپ نے بعض خاص الفاظ کی تشریح اور تفسیر عملاً کر کے دکھلادی ہے کہ ان الفاظ کے یہ معنے ہیں مثلاً صلوٰۃ۔ زکوٰۃ۔ حج۔ صوم اور کلمہ طیبہ پھر جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے بھی کوئی پوری تفسیر نہیں لکھی۔ حالانکہ شروع سے لیکر آخر تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ اور آپ ہی خلیفہ بلافصل

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے جانشین تھے یہ تو ثابت ہے کہ آپنے قرآن شریف کا ایسا کامل نسخہ لکھا کر رکھ لیا تھا۔ مگر آپ نے قرآن شریف کی پوری تفسیر نہیں لکھی۔ نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جن کی رائے کے موافق کہتے ہیں کہ تین دفعہ وحی نازل ہوئی تھی قرآن شریف کی پوری تفسیر لکھی ہے۔ اور نہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن شریف کی پوری تفسیر لکھی ہے اگرچہ آپ کو جامع القرآن کا خطاب دیا گیا ہے۔ کیونکہ قرآن شریف کے اس نسخہ سے جو حضرت ابوبکر نے لکھوایا۔ بہت سے نسخہ نقل کرا کر تمام اسلامی دنیا میں شایع کرائے تھے اور نہ ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قرآن شریف کی پوری تفسیر لکھی ہے اور نہ ہی امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما نے قرآن شریف کی تفسیر کامل طور سے کی ہے۔ ایسا ہی امام زین العابدین علی بن حسین نے کوئی قرآن شریف کی پوری تفسیر پورے طور پر نہیں بیان کی۔ ایسا ہی ائمہ اربعہ میں سے کسی نے قرآن شریف کی پوری تفسیر نہیں لکھی۔ اور نہ ہی ائمہ احادیث میں سے مثل امام بخاری اور مسلم کے کسی نے کامل تفسیر قرآن شریف کی انہیں کی ہے۔ سید عبدالقادر جیلانی جو تمام قادریوں بلکہ اکثر اولیاء اللہ کے مقتدا بھی ہیں اور حضرت معین الدین صاحب چشتی جو چشتیوں اور عامہ اہل ہند کے سردار ہیں اور حضرت نقشبند جو نقشبندیوں اور اکثر بلاد اسلام کے امام ہیں۔ ان میں سے کسی نے بھی قرآن شریف کی پوری اور کامل تفسیر نہیں کی ہے۔ ہاں سہروردیوں کے پیشوا حضرت شہاب الدین سہروردی نے نفحۃ البیان کو لکھا ہے مگر انھوں نے بھی اس کا نام تفسیر نہیں رکھا۔ یہاں تک کہ خاتم الاولیاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ابھی تک تمام قرآن شریف کی پوری تفسیر نہیں لکھی۔ اس کی وجہ کیا ہے کہ ان بڑے بڑے دین کے ستونوں اور نوروں نے قرآن شریف کی پوری تفسیر نہیں کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن میں اللہ تعالی فرماتا ہے

افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالہا۔ افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا۔ اگر یہ لوگ قرآن شریف کی پوری تفسیر لکھ جاتے۔ تو لوگ قرآن شریف پر تدبر کرنا بالکل چھوڑ دیتے۔ کیونکہ ہر ایک جس کو

وہ اپنا بزرگ خیال کرتا ہے اسی کی تفسیر کو کافی سمجھتا اور خود قرآن شریف میں غور نہ کرتا۔ اور اس طرح سے تدبر فی القرآن بالکل ترک ہو جاتا۔ بھلا پھر کس کو سکت تھی کہ ان کے بزرگوں کی تفسیر کے مقابلہ میں کوئی نئی بات تدبر سے دریافت کر لیتا۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کا منشا ہے کہ قرآن شریف میں تدبر اور جہاد سے کام لیا جاوے۔ اس سنت کو پورا کرنے کے لئے مولانا نے بعض آیات کے نیچے یہ لکھ دیا ہے کہ ان میں تشابہ ہے انہیں راسخ العلم ہونے والا خود توجہ کرے اور ان کو محکمات کے نیچے لا کر ان کا مطلب اور معنے سمجھے۔ اور مولانا کا ان کو متشابہ قرار دینا واقعی امر ہے کیونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ان کے لئے قرآن شریف سارے کا سارا ہی محکم ہو جاوے اور قرآن شریف کی وسعت اور پھر عربی زبان کی وسعت کو ترجمہ برداشت نہیں کر سکتا اس سے کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اگر ایک عالم کو ایک آیت کے معنے نہیں آتے ہیں تو کیا ہوا۔ کہتے ہیں امام مالک رضی اللہ عنہ کے پاس بہت سوالات دریافت کئے گئے۔ ان میں سے اکثر ایسے تھے جن میں آپ نے کہا لاادری۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا۔ پھر آپ امام کیسے بن گئے ہیں جبکہ آپ بہت سے سوالوں کا جواب ہی نہیں جانتے۔ آپ نے فرمایا کہ اسی لئے تو میں امام بنا ہوں کہ جو مجھے آتا ہے اس کو بتاؤں اور جو نہیں آتا؎ خدا تعالی ان لوگوں کی کیسی مذمت کرتا ہے کہ اپنی طرف سے کوئی مطلب گھڑ لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ یہ ایک قسم کا اللہ پر افترا ہو جاتا ہے۔ اس لئے مولانا صاحب جن آیات کے فہم میں انکو انشراح صدر نہیں ہوا۔ ان پر وہ کچھ نہیں کہہ سکتے اور نہ ان کو اسپر کچھ کہنا چاہیئے۔ مجھے تو تعجب آتا ہے کہ حق بات اور سچ بتانے پر بھی لوگوں کا اعتراض ہوتا ہے حالانکہ اسمیں مولوی صاحب نے خود اعتراف کیا ہے اور پھر نہیں مانتے۔ ایسے لوگوں کو کون سمجھائے۔ اللہ تعالی سچ فرماتا ہے افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالہا۔

اعتراض دوم۔ دوسرا اعتراض مولوی صاحب پر یہ کیا گیا ہے کہ مولوی صاحب نے فقلنا اضرب بعصاک الحجر کے معنے یہ کئے ہیں تو کہا ہم نے اضرب بعصاک الحجر۔ تو یہ کیا ہوا۔ یہ معنے کیا ہوئے۔ ان ہی عربی الفاظ کو ترجمہ میں نقل کر دیا ہے۔

اما الجواب۔ اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف کے الہام بڑے بڑے معانی ہوتے ہیں اور انمیں مضامین کے سمندر کوزہ میں بند کئے ہوتے ہیں اور چونکہ عربی زبان بھی بہت ہی وسعت رکھتی ہے اور وہ وسعت دوسری زبان کے ترجمہ میں ادا نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ترجمہ میں وہی عربی الفاظ بعض دفعہ دیئے جاتے ہیں اور ان کی کسی قدر توضیح و شرح حاشیہ پر کر دی جاتی ہے اور اس سے بڑا مطلب اور غرض یہ بھی ہوتی ہے کہ قاری کو عربی زبان میں مس ہو جاوے۔ تمام مسلم دنیا میں صرف عربی ہی ایسی ہے جو مختلف ملکوں کے مسلمانوں میں باہم اتفاق اور اتحاد کا ذریعہ

؎ اس کا صاف اقرار کردوں کہ مجھے نہیں آتا